

اسلامی مملکت کے بنیادی اصول

۲۲ دستوروی اصول جنہیں اس ممتاز علماء نے جنوری ۱۹۵۱ء میں متفقہ طور پر طے کیا

۱۔ اصل حاکم تشریعی و کمونی حیثیت سے اللہ رب العالمین ہے۔

۲۔ ملک کا قانون کتاب و سنت پر مبنی ہوگا اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جاسکے گا، جو کتاب و سنت کے خلاف ہو،

(تشریحی نوٹ) اگر ملک میں پہلے سے کچھ ایسے قوانین جاری ہوں جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں تو اس کی تصریح بھی ضروری ہے کہ وہ بتدریج ایک معینہ مدت کے اندر منسوخ یا شریعت کے مطابق کر دیے جائیں گے۔

۳۔ مملکت کسی جغرافیائی، نسلی، لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں، بلکہ ان اصول و مقاصد پر مبنی ہوگی جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطہ حیات ہے۔

۴۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ قرآن و سنت کے بتائے ہوئے معروفات کو قائم کرے، منکرات کو مٹائے اور شعائر اسلامی کے احیاء و اعلاء اور مسلمہ اسلامی فرقوں کے لیے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔

۵۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانانِ عالم کے رشتہ اتحاد و اخوت کو قومی سے قومی تر کرنے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصیت جالبیہ کی بنیادوں پر نسلی و لسانی علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے ابھرنے کی راہیں سدود کر کے ملت اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ و استحکام کا انتظام کرے۔

۶۔ مملکت بلا امتیاز مذہب و نسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی لادبی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس، مسکن، معالجہ اور تعلیم کی کفیل ہوگی جو اکتسابِ رزق کے قابل نہ ہوں، یا نہ رہے ہوں یا عاری طور پر بے روزگاری، بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعی اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

۷۔ — باشندگانِ ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعتِ اسلامیہ نے ان کو عطا کیے ہیں۔
یعنی حدودِ قانون کے اندر تحفظِ جان و مال و آبرو، آزادیِ مذہب و مسلک، آزادیِ عبادت،
آزادیِ ذات، آزادیِ اظہارِ رائے، آزادیِ نقل و حرکت، آزادیِ اجتماع، آزادیِ اکتسابِ
رزق، ترقی کے مواقع میں یکسانی اور وفا ہی ادارات سے استفادہ کا حق۔

۸۔ — مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حقِ اسلامی قانون کی سنجیدہ جواز کے بغیر کسی وقت
سلب نہ کیا جائے گا اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمی موقعِ صفائی و فیصلہ عدالت
کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

۹۔ — مسئلہ اسلامی فرقوں کو حدودِ قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ انہیں اپنے پیروں
کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔ وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشتاعت
کے سیکس گئے۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے
اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ انہیں کے قاضی یہ فیصلے کریں۔

۱۰۔ — غیر مسلم باشندگانِ مملکت کو حدودِ قانون کے اندر مذہب و عبادت، تہذیب و ثقافت اور مذہبی
تعلیم کی پوری آزادی حاصل ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون
یا رسم و رواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

۱۱۔ — غیر مسلم باشندگانِ مملکت سے حدودِ شریعہ کے اندر جو معاہدات کیے گئے ہوں گے ان کی پابندی
لازمی ہوگی اور جن حقوقِ شہری کا ذکر دقونبرہ میں کیا گیا ہے، ان میں غیر مسلم باشندگانِ ملک اور
مسلم باشندگانِ ملک سب برابر کے شریک ہوں گے۔

۱۲۔ — رئیسِ مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے، جس کے تہذیبی، صلاحیت اور اصابت رائے پرچہ
یا ان کے منتخب نمائندوں کو اعتماد ہو۔

۱۳۔ — رئیسِ مملکت ہی نظمِ مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا۔ البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جز کسی فرد
یا جماعت کو تفویض کر سکتا ہے۔

۱۴۔ — رئیسِ مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شورائی ہوگی۔ یعنی وہ ارکانِ حکومت اور منتخب
نمائندگانِ جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض انجام دے گا۔

- ۱۵ — رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دستور کو کھلا یا جزواً معطل کر کے شورشی کے بغیر حکومت کرنے لگے۔
- ۱۶ — جو جماعت رئیس مملکت کے انتخاب کی مجاز نہ ہوگی، وہی کثرتِ آراء سے اُسے معزول کرنے کی بھی مجاز نہ ہوگی۔
- ۱۷ — رئیس مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا اور قانونی مواخذہ سے بالاتر نہ ہوگا۔
- ۱۸ — ارکان و عمال حکومت اور عام شہریوں کے لیے ایک ہی قانون و ضابطہ ہوگا اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔
- ۱۹ — محکمہ عدلیہ، محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں سبقت انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔
- ۲۰ — ایسے افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہوگی، جو مملکت اسلامی کے اساسی اصول و مبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔
- ۲۱ — ملک کے مختلف ولایات و اقطاع مملکت واحدہ کے اجزاء اور انتظامی منصوبہ ہوں گے۔ ان کی حیثیت نسلی، لسانی یا قبائلی واحدہ جات کی نہیں بلکہ محض انتظامی علاقوں کی ہوگی، جنہیں انتظامی سہولتوں کے پیش نظر مرکز کی بیادیت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز نہ ہوگا۔ مگر انہیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔
- ۲۲ — دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

۳۱۔ علمائے کرام کے اسمائے گرامی

- ۱ — مولانا سید سلیمان ندوی صدر مجلس
- ۲ — مولانا سید ابوالاعلیٰ امجدادی - امیر جماعت اسلامی پاکستان
- ۳ — مولانا مفتی محمد شفیع - ممبر بورڈ تعلیمات اسلامیہ -

- ۴ — مولانا مفتی جعفر حسین مجتہد - ممبر بورڈ تعلیمات اسلامیہ -
- ۵ — پروفیسر عبدالخالق - ممبر بورڈ تعلیمات اسلامیہ -
- ۶ — مولانا محمد ظفر احمد انصاری - سیکرٹری بورڈ تعلیمات اسلامیہ -
- ۷ — مولانا شمس الحق افغانی - وزیر امور مذہبی - قلات سٹیٹ -
- ۸ — مولانا احتشام الحق - مہتمم دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈوالہہ یار سندھ -
- ۹ — مولانا بدر عالم - صدر حدیث ڈیپارٹمنٹ دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈوالہہ یار سندھ -
- ۱۰ — مولانا محمد یوسف بنوری - شیخ التفسیر دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈوالہہ یار سندھ -
- ۱۱ — مولانا محمد عبدالحمید قادری بدایونی - صدر جمعیت علمائے پاکستان سندھ -
- ۱۲ — مولانا محمد ادریس - شیخ الجامعہ - جامعہ عباسیہ بہاولپور -
- ۱۳ — مولانا خیر محمد - مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان -
- ۱۴ — مولانا مفتی محمد حسن - مہتمم مدرسہ اشرفیہ لاہور -
- ۱۵ — پیر صاحب محمد امین الحسنات پیر منکی شریف -
- ۱۶ — حاجی خادم الاسلام محمد امین - خلیفہ حاجی ٹنگ نئی - پشاور -
- ۱۷ — مولانا عبدالصمد سرہزمی - قاضی قلات سٹیٹ -
- ۱۸ — مولانا اظہر علی - صدر عامل جمعیت علمائے اسلام مغربی پاکستان -
- ۱۹ — مولانا ابوجعفر محمد صلاح - امیر جمعیت حزب اللہ مغربی پاکستان -
- ۲۰ — مولانا غیب احسن - نائب صدر جمعیت علمائے اسلام مغربی پاکستان -
- ۲۱ — مولانا محمد حبیب الرحمن - نائب صدر جمعیت المدینین، سرسینہ شریف مغربی پاکستان -
- ۲۲ — مولانا محمد علی جالندھری - مجلس احرار اسلام پاکستان -
- ۲۳ — مولانا سید محمد داؤد غزنوی - صدر جمعیت اہل حدیث مشرقی پاکستان -
- ۲۴ — مولانا مفتی حافظ کفایت حسین - مجتہد ادارہ عالیہ تحفظ حقوق شیعہ پاکستان -
- ۲۵ — مولانا محمد اسماعیل - ناظم جمعیت اہل حدیث مشرقی پاکستان -
- ۲۶ — مولانا حبیب اللہ - جامعہ دینیہ دارالہدی - میرپس -